مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی

اسلامک بینکنگ
اسلامی سے زیادہ ایک انسانی ضرورت
(اس میدان میں ماہر علماء کی ضرورت کے پس منظر میں)

مئی ۲۰۰۸ء میں اپنے سفر حجاز کے دوران میں اپنے دوست اور اسلامک ڈیولپمنٹ بنک (I.D.P) کے پروجیکٹ ڈائرکٹر محترم مامون اعظمی صاحب کی دعوت پر جب پہلی دفعہ جدہ میں واقع اس کے صدر دفتر میں حاضر ہوا تو ۱۹۷۵ء میں قائم ہونے والے اس اسلامک بنک کی عالمی سطح پر مثبت اور تیز رفتار کارکردگی کو دیکھ کر اور اس کے متعلق سن کر جہاں مجھے ایک طرف نہایت خوشی ہوئی تو دوسری طرف یہ سن کر کر نہایت افسوس ہوا کہ جس تیزی سے پوری دنیا میں غیر سودی بنیادوں پر اسلامک بنکوں کا قیام عمل میں آرہا ہے اس تناسب سے ان بنکوں اور شرعی مالیاتی اداروں کو رہنمائی کے لئے شریعت کے ماہرین دستیاب نہیں ہورہے ہیں مامون صاحب سے یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی کہ اس میدان میں ماہرین کی قلت ہی کا نتیجہ ہے کہ ان بنکوں میں موجود اس میدان کے ماہر علماء ہفتہ میں تین دن جدہ ان کے بنک میں کام کرتے ہیں اور دو دن پڑوس کے خلیجی ممالک میں موجود اسلامک بنکوں میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں، میرے ساتھ موجود عزیزم حفظ الرحمٰن منیری ندوی بھٹکلی کے متعلق جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد ملیشیا کی اسلامی یونیورسٹی میں شریعہ فائنانس کا اسلامک بنکنگ کورس کررہے ہیں تو ان کی مسرت کی انتہاء نہ رہی، کہنے لگے آپ ہمیں ان جیسے چند علماء دیجئے ہم ان کو منھ مانگی تنخواہ دینے کے لئے تیار ہیں، انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ مدارس کے فارغین کو اس میدان کی طرف متوجہ کروں، ان کے اس فکر انگیز پیغام کو سن کر مجھے اس نتیجہ پر پہنچنے میں دیر نہیں لگی کہ اس وقت عالمی سطح پر مختلف یونیورسٹیوں سے فارغ ہونے والے اقتصادیات کے ماہر مسلم طلباء سے بھی اسلامی بنکوں کی ضرورت پوری نہیں ہورہی ہے جو عالمی مالیاتی نظام سے تو واقف ہوتے ہیں لیکن اسلامی مالیاتی نظام کی روح سے ان کو مناسبت نہیں ہوتی، اس کے برخلاف

* nadviacademy@hotmail.com

ہمارے علماء بنیادی اسلامی اقتصادی نظام سے دس سال سے زائد فقہ کی کتابوں کو پڑھنے کی وجہ سے نہ صرف واقف ہوتے ہیں بلکہ وہ اس کے ماہر بھی ہوتے ہیں لیکن عالمی مالیاتی و بنکنگ نظام سے عدم واقفیت اور اپنی پڑھی ہوئی فقہی بحثوں اور ابواب کو اس سے تطابق نہ دینے کی وجہ سے ان سے اس میدان میں فائدہ نہیں اٹھا یا جارہا ہے جبکہ فقہ المعاملات ،فقہ المالیات اور الفقہ المقارن کی بحثیں انکی نظر سے گذر چکی ہوتی ہیں، خود ماضی قریب میں بھی جدید اقتصادی نظام سے بھی ہمارے علماء ناواقف نہیں رہے ،مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاردی ؒ نے اسلام کا اقتصادی نظام کے نام سے جدید اسلامک بنکنگ کے خد وخال پہلے ہی واضح کردیئے تھے، اسی طرح مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے اسلامی معاشیات کے جدید اصول وضوابط پر ایک مکمل کتاب تالیف کی تھی ،خود مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ نے بھی آج سے ۷۵ سال قبل جدید سودی نظام کے مضرات وقباحتوں پر قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک معرکۃ الاراء کتاب سود کے نام سے لکھ کر سود سے پاک اسلامک مارکیٹنگ کا تصور سب سے پہلے پیش کیا تھا ،لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے دینی مدارس میں اسلامک بنکنگ میں تخصص کے دوسالہ کورس کے علاوہ ایک سالہ سر ٹیفکیٹ کورس یا دوسالہ ڈپلوما کورس شروع کرنے کی طرف فوری توجہ دی جائے تاکہ ملت کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہوسکے ،اس کے علاوہ اس میدان میں کام کرنے والے اسلامک بنکوں ومالیاتی اداروں میں بھی اور ان کے اڈوائزری بورڈ میں بھی شریعت کے ماہرین اور متخصص علماء کی موجودگی ناگزیر ہے ورنہ بہت ساری اسکیموں کا جو عملاً ان اسلامی بنکوں میں رائج ہیں سود کے اشتباہ سے خالی ہونا ممکن نہیں ہے۔

ہمارے مدارس عربیہ کے طلباء کو جدید عالمی مالیاتی نظام کو سمجھنا اس لئے بھی آسان ہے کہ موجودہ تجارتی اصطلاحات مثلاً ورکنگ پارٹنرشپ، سلیپنگ پارٹنرشپ ڈپوزٹ ،انوسٹمنٹ ،گیارنٹی ،شیر مارکیٹ وغیرہ اصطلاحات کی تفصیلات شرکت عنان ،مضاربت ،تکافل ،رہن ،سلم ،مرابحہ وغیرہ کے نام سے وہ پڑھ چکے ہوتے ہیں اس سلسلہ میں ابتدائی طور پر علماء کو راغب کرنے کے لئے شروع شروع میں اسلامک بنکنگ کے مختصر تعارفی ورک شاپ سے کام لیا جاسکتا ہے ،اس کے بعد ان ہی میں سے کچھ منتخب علماء کو مستقل کورس یا تخصص کیلئے منتخب کیا جاسکتا ہے ،عمومی طور پر مدارس دینیہ کے طلباء وفارغین کو اس کام کی طرف آمادہ کرنے کا دوسرا اور سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ جدید مالیاتی نظام اور اسلام کے اقتصادی نظام کے تقابلی مضمون کو ہر مدرسہ کے آخری درجات کیلئے لازمی قرار دیا جائے اور اس کے لئے کچھ گھنٹے مختص ہوں، اس سلسلہ میں فقہ کے اساتذہ کو ملکی سطح پر ایک تین ماہی تدریسی ورکشاپ قائم کرکے ٹریننگ دی جائے ،تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اسلامی ماہرین اقتصادیات ہی کا ہمارے مدارس میں مستقل تقرر کیا جائے اور سال بھر ان سے فائدہ اٹھایا

جائے ،لیکن مدارس اسلامیہ کے موجودہ مالی حالات اور خود ان مدارس میں پہلے سے موجود تفسیر وحدیث کے قدیم سینئر اساتذہ کی موجودگی میں ان ماہرین کیلئے ان کی شایان شان تنخواہوں کا نظم کرنا عملاً ممکن نہیں ہے، لیکن چوتھا اور سب سے زیادہ آسان وقابل عمل طریقہ یہ ہے کہ ملکی سطح پر کسی بھی بڑے ادارہ کی جانب سے اسلامک بنکنگ کے ایک دو سالہ کورس کا آغاز کیا جائے جس میں ہمارے فارغ علماء میں سے بنیادی طور پر انگریزی سے واقفیت اور دلچسپی رکھنے والوں کو لیا جائے ، پہلے سال صرف انگریزی زبان میں مہارت پیدا کرائی جائے اس لئے کہ اس موضوع کا اکثر مواد اس وقت انگریزی ہی میں ہے، دوسرے سال شروع کے چار ماہ میں عالمی مالیاتی نظام سے ان کو واقف کرایا جائے ،درمیانی چار ماہ میں اس عالمی مالیاتی نظام کو ان کی فقہی تعلیم وتدریس کی روشنی میں تطبیق دینے کی کوشش کی جائے اور آخر کے چار ماہ ملک یا ملک سے باہر بنکنگ نظام کو براہ راست دیکھنے ، سمجھنے اور اس سے واقف ہونے کے لئے خاص کئے جائے ،اس کے لئے ان کی اسلامک بنکوں میں اعزازی طور پر چار ماہ کی ٹریننگ کو لازمی قرار دیا جائے ،اس طرح کرنے سے دو فائدہ حاصل ہونگے ،اول یہ کہ عالمی سطح پر اس میدان میں ماہرین شریعت کی قلت دور کی جاسکیگی دوسرے یہ کہ یہ علماء خود برصغیر کے مدارس میں اور بہتر طریقہ سے ہمارے طلباء کی رہنمائی کرسکیں گے ،اس کے لئے بڑے بجٹ کی بھی ضرورت نہیں ہے ابتداء میں بیس طلباء کا انٹرویو کے بعد انتخاب کیا جائے ان میں سے ہر طالب علم سے ماہانہ فیس دو ہزار روپے لئے جائیں اور ان کی تربیت اور رہنمائی کرنے والوں کو اس میں سے پرکشش تنخواہ دی جائے ،جو طلباء صلاحیت کے باوجود مالی استطاعت نہ رکھتے ہوں ملت کے صاحب خیر ان کے لئے کفالت اور اسکالرشپ کا نظم کریں۔

مذکورہ بالا پوری بحث اسلامک بنکنگ نظام میں ماہر علماء کی ضرورت کے پس منظر میں تھی، اب اس مرکزی موضوع کے دوسرے حصہ کی طرف چلیں جس میں اسلامک بینکنگ کو اسلامی سے زیادہ انسانی ضرورت کے تحت عالم انسانیت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے، بالخصوص عالمی سطح پر اسلام کو درپیش حالات کے پس منظر میں دعوتی حکمت عملی کے تحت اس کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے گذشتہ دو سالوں سے شروع ہونے والی کساد بازاری، سودی نظام کی ناکامی اور یوروپی وامریکی بنکوں کے یک لخت دیوالیہ ہونے کے تناظر میں ادھر گذشتہ چند سالوں میں اسلام کے مبنی بر عدل غیر سودی نظام کو ثابت کرنا اس وقت جتنا آسان ہے اس سے پہلے تاریخ میں ہمیں کبھی اس طرح کا سنہرا موقع نہیں ملا ہے ،اس لئے کہ انسانیت سرمایہ دارانہ نظام کی ناکامی اور سوشلزم کے زوال کے بعد ایک عادلانہ اور منصفانہ متبادل عالمی مالی نظام کی شدت سے منتظر ہے جو اس کو اسلام کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتا ،اسلامی بنکنگ کی انسانی ضرورت کو ثابت کرنے کی ہماری حکمت عملی سے اسلام سے نفرت اور الرجک رکھنے والوں اور متعصبانہ ذہنیت کے مالک

افراد کیلئے بھی احکام خداوندی کی غیر معمولی حکمت و مصلحت سے واقف کرا کر اسلام کے قریب کرنا ہمارے لئے پہلے سے زیادہ آسان ہو جاتا ہے، مثلاً پہلی دفعہ جب برطانیہ میں وہاں کے میڈیا نے غیر جانب دار ہو کر اعداد وشمار کی روشنی میں برطانیہ میں قائم دارالقضاء اور شریعت کورٹ کی کارکردگی کے مسلم معاشرہ پر مرتب ہونے والے مثبت نتائج کو ظاہر کیا تو دو سال میں خود غیر مسلموں بالخصوص تعلیم یافتہ عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے نکاح وخلع، طلاق وفسخ وغیرہ کے معاملہ میں ان اسلامی عدالتوں سے رجوع کرنا شروع کیا اور ان کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ ان کو صحیح انصاف سرکاری عدالتوں کے بجائے مسلم دارالقضاء ہی میں مل سکتا ہے، اسی طرح امریکہ اور فرانس میں جب غیر اسلامی ذبیحہ کے طریقوں پر انسانی وطبی نقطہ نظر سے بحث کی گئی اور اس کے مقابلہ میں اسلامی ذبیحہ کے انسانی صحت پر پڑنے والے مثبت اثرات کا تفصیلی تجزیہ مسلسل الیکٹرونک میڈیا میں نشر ہوتا رہا تو گذشتہ کئی سالوں سے حلال ذبیحہ کے خریداروں میں خود امریکیوں اور فرانسیسیوں کا اوسط تیزی سے بڑھنے لگا، ٹائمس میگزن امریکہ کی تازہ رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۰۸ تا ۲۰۰۹ کے دوران حلال غذا کی مالیت ڈیڑھ سو ارب ڈالر سے ۶۳۲ امریکی ڈالر ہوگئی تھی، یہ ویسے ہی تھا جیسا کہ عالم اسلام میں پہلی دفعہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے مسلمانوں کے سیاسی زوال وتنزل کو مسلمانوں کے حق میں نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے حق میں ایک ناقابل تلافی خسارہ ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی تھی اور اس سلسلہ میں اپنی معرکۃ الآراء کتاب" انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" کے ذریعے پوری انسانیت کی جانب سے داد تحسین حاصل کی تھی۔

ان ہی تجربات کی روشنی میں ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر سودی نظام کو غیر اسلامی نظام ثابت کرنے سے زیادہ غیر انسانی، غیر طبعی اور غیر اخلاقی ثابت کرنے پر پورا زور صرف کردیا جائے اور اعداد وشمار اور حقائق وواقعات کی روشنی میں اس بات کو ثابت کیا جائے کہ اس غیر انسانی سودی نظام نے صرف گذشتہ سو سال میں انسانیت کو معاشی واقتصادی اعتبار سے بھی ہلاکت کے کس غار تک پہونچا دیا ہے، اس کے لئے صرف امریکی ویوروپی بنکوں کی مثالیں کافی ہیں، ہمیں دنیا کو یہ بتانا ہے کہ عالمی سطح کی موجودہ کساد بازاری اور کروڑوں انسانوں کی یک لخت بے روزگاری کے پس پردہ اسی سودی نظام کی خباثتیں ہیں جس نے قرضوں تلے دبے ہزاروں انسانوں کو خودکشی پر مجبور کیا، پلک جھپکنے میں کروڑ پتی سے بھک پتی کردیا، سودی قرض لینے والوں کو اسراف وعیش پسندی کا خوگر بنادیا، اخلاقی حدود وقیود کو پامال کردیا، کریڈٹ کارڈ کی شکل میں انسانوں کا راتوں رات دیوالیہ کردیا، اسی مالی نظام نے انسانوں کو اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے کا عادی بنادیا، غریب کو غریب تر کردیا اور عالمی سطح پر غربت کے گراف میں ناقابل یقین اضافہ کیا، اسی غیر سودی نظام نے پہلے خود سود لینے والوں کو ڈبو دیا اور کنگال کیا بالآخر گذشتہ دو سال کے اندر وہ مناظر بھی چشم

فلک نے دیکھے کہ جس نے دوسروں کو کنگال کیا ایک دن وہ خود بھی کنگال ہو گیا، یورپ کے اسٹاکس ایکسینج اچانک بیٹھ گئے امریکی انشورنس کمپنیاں دیکھتے دیکھتے بیٹھ گئیں، برطانیہ اور فرانس کے شیر بازار خود اپنے اصل سرمایہ اور Assets سے بھی محروم ہو گئے یہ تو دیر سویر ہونا ہی تھا اس لئے وعدہ خداوندی ہے کہ " یمحق اللہ الربا و یربی الصدقات" (اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے)۔

دوسری طرف ہمیں عالم اسلام کو یہ دکھانے کی بھی ضرورت ہے کہ مغرب کے اسی خود ساختہ سودی نظام کے مقابلہ میں جب اسلام کے غیر سودی عادلانہ اور منصفانہ مالیاتی تجربات کو رو بہ عمل لایا گیا تو انسانی طبقات پر اس کے غیر معمولی اثرات کیسے مرتب ہوئے، پہلی دفعہ باقاعدہ ۱۹۶۳ء میں مصر کے ایک گاؤں میں اسلامک بنکنگ کا چھوٹا سا تجربہ کیا گیا اور اب تک الحمد للہ ۷۵ سے زائد مسلم اور غیر مسلم ملکوں میں تین سو سے زائد اسلامک بنک اور شریعت کی بنیادوں پر قائم مالیاتی ادارے وجود میں آئے جو اس وقت انڈونیشیا، ملیشیا، ایران، سوڈان، اردن، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور کویت وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور الحمد للہ ہر سال اس میں دس فیصد کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے اور ان اسلامی بنکوں میں آج بھی تقریباً پانچ کھرب ڈالر کا محفوظ سرمایہ موجود ہے جو عالمی بنکوں میں موجود امریکہ کے ۱۲٫۷ ٹریلین ڈالر کے مقابلہ میں ۴٪ کے قریب ہے، ہمیں برادران انسانیت کو یہ بتانا ہے کہ اسلامی بنکنگ کی عالمی سطح پر مقبولیت کا اندازہ وہ صرف اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ برطانیہ کی یونیورسٹی آف ریڈنگ نے اسلامک فائنانس کورس کے لئے ایک مستقل شعبہ شروع کیا ہے، فرانس کی یونیورسٹی کی طرف سے بھی اس طرح کی خوش کن اطلاعات آرہی ہیں، ملیشیا میں اسلامک بنکنگ سے استفادہ کرنے والوں میں پہلے سال ہی ۵۰٪ سے زائد غیر مسلم تھے، سنگاپور نے جب اسلامک بانڈ جاری کئے تو اس سلسلہ میں سرمایہ کاری کرنے والوں کا اندازہ تھا کہ اسلامک بانڈ کی مقبولیت کا یہی حال رہا تو صرف اگلے دو تین سالوں میں اس کی مالیت ایک کھرب ڈالر تک بآسانی پہونچ جائیگی، امریکہ میں اسلامک بنک کا آغاز ہو چکا ہے، خود فرانس کی حکومت بھی اپنے یہاں اس غیر سودی اسلامی بنکنگ نظام کو جاری کرنے پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں جب بنی نوع انسانی کے سامنے اللہ تعالی کے حرام کردہ سودی نظام کے مضرات ونقصانات کی تفصیلات پیش کی جائیگی تو ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اس سودی نظام کے خلاف بغاوت کرنے والوں اور اس کے مقابل میں اسلامی مالی نظام کو جاری کرنے کا مطالبہ کرنے والوں میں خود غیر مسلم مسلمانوں سے زیادہ پیش پیش ہونگے، اس طرح امید ہے کہ انسانیت کو اللہ رب العزت کے غیر معمولی غیظ وغضب سے بچانے میں ہمارا یہ اسلامی مالیاتی نظام سب سے اہم رول ادا کریگا" وما ذلك على الله بعزيز"